خطبه جمعه

بعنوان

ریاستی اور سیاسی زندگی کیسے سنواری جائے؟

سلسلة منبر الحکمة

398

بتاریخ: 02 ماہِ فروری 2024ء
بمطابق: ۲۱ رجب، ۱٤٤٥ ھج

به اهتمام

الحکمة انٹرنیشنل

E785 بلاک، جوہر ٹاؤن، نزد اللہ ہو چوک، لاہور، پاکستان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اھم نکات

① ......ریاست وسیاست کا صحیح تصور

② ......کامیاب ریاستی زندگی کے لیے عہد وپیمان کیجئے

③ ......ہر شخص کے لیے استطاعت کا قانون اور اس کا نفاذ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، فَمَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ * بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [التغابن:16]

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [ال عمران:102]

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ﴾ [الأنبياء:94]

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَه ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَه))

((فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))

تمہید

جب سے مسلمانوں میں خلافت کا نظام ختم ہوا ہے، تقریبا 656ھ سقوط بغداد کے بعد پوری دنیا میں مسلمان ملی طور پر کسی ایک خلیفے پر اکٹھے نہیں ہو سکے۔ اس کے بعد سقوط غرناطہ 892ھ میں ہوا۔ پھر سقوطِ دلی اور اس کے بعد خلافت عثمانیہ کا انحطاط اور اختتام ہوا۔

1958ء میں سقوطِ ڈھاکا ہوا۔ جس میں ملک پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، 90 ہزار فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ملک کی ایک آبادی نے بغاوت کی اور اس سارے سانحہ سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا گیا۔

اس کے بعد استعماری قوتوں نے سامراجی اور نوآبادی نظام کو پوری دنیا میں رائج کرنے کے لیے ملی بھگت سے کام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لیا گیا۔اب اس صورتحال میں جب عالم اسلام بہت ساری سلطنتوں میں اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا تو اسی چیز کو علماء اور فقہاء نے انتشار اور خلافت کے خاتمہ سے تعبیر کیا ہے، کسی بھی مکتبہ فکر نے اس کا انکار نہیں کیا۔

غالب نے اسی کے بارے کہا ہے:

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

اس وقت جن مشکلات اور بیرونی خطرات سے ہمارا ملک گزر رہا ہے، خواہ وہ معاشی، سیاسی یا دفاعی ہوں۔ضروری ہے کہ ہر شخص یہ جانے کہ ریاستی اور سیاسی حوالے سے سیرت طیبہ اور شریعت ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے۔

8 فروری 2024 الیکشن کے حوالے سے اس موضوع کو جاننا ضروری ہے کہ ایک پاکستانی شہری ہونے کے ناتے ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں اور ہمیں کچھ چیزوں پر عہد کرنا چاہیے تا کہ اجتماعی زندگی کامیاب اور ریاست پرامن ہو سکے۔

ریاست وسیاست کا صحیح تصور

......اسلامی ریاست کی بنیاد:

اسلامی سیاست کے تحت قائم ہونے والی اسلامی ریاست کے باسی مضبوط فکر وعمل کے حامل اور اعلیٰ اخلاق وگفتار کے مالک ہوتے ہیں۔اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی وخیر خواہی، تقویٰ وللّٰہیت اور صبر وقناعت ان کا شعار ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست کے باشندے دعوت و جہاد اور جذبہ جاں نثاری سے لبریز ہوتے ہیں۔ان کی زندگی کا مطمح نظر رضائے الٰہی، حصول جنت اور غلبہ دین ہوتا ہے۔

اسلام میں ایسی سیاست ودعوت کا کوئی تصور نہیں جس میں دین ودنیا کی تفریق ہو اور انسان انفرادی واجتماعی، سماجی ومعاشی اور تہذیبی وسیاسی معاملات میں بالکل آزاد اور شتر بے مہار ہو۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی منصبی ذمہ داریاں ذکر فرمائی ہیں:

① ......تلاوت آیات اللہ ② ......تزکیہ نفس کا اہتمام کرنا ③ ......تعلیم کتاب وحکمت

......انبیاء کرام علیہم السلام کی سیاست کا انداز:

انبیاء کی سیاست کی بنیاد دعوت واصلاح ہے۔شرعی سیاست میں اسلام کی نشر واشاعت، اہل ایمان کا تحفظ، اسلامی حکومت کا استحکام اور مسلم معاشرے کا قیام جیسے تمام امور شامل ہیں۔

اسلام میں سیاست اور مذہب کے فرق کا کوئی تصور نہیں۔جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ))

”بنی اسرائیل کی سیاست ان کے پیغمبر کیا کرتے تھے۔ایک پیغمبر کے جانے پر دوسرے آ جاتے تھے۔“

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

صحیح البخاری: 3455- صحیح مسلم: 1842

......نبوی سیاست میں عدل کا عمدہ ترین مثال:

اگر ریاست وسیاست میں ذمہ دار عادل اور امین ہو تو معاملات درست ہو جاتے ہیں۔اس کی مثال بھی ہمیں نبوی سیاست سے ملتی ہے۔سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب لایا گیا، آپ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا۔آپ کے دائیں جانب ایک نو عمر لڑکا تھا، جب کہ بائیں جانب بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔رسول اللہ ﷺ نے لڑکے سے فرمایا:

((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلاَءِ؟))

''کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں بچا ہوا مشروب ان شیوخ کو دے دوں؟''

بچے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم:

ما كُنْتُ لِأُوثِرَ بنَصِيبِي مِنْكَ يا رَسولَ اللَّهِ أحَدًا، فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ

''آپ کے بچے ہوئے مشروب میں سے باقی حصے کے معاملے میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

صحیح البخاری: 5620

کامیاب ریاستی زندگی کے لیے عہد و پیمان کیجئے

انسانی زندگی کے دو ہی پہلو ہیں، ایک معاش اور دوسرا معاد۔ معاش میں بندے کا بندوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، جس کا اعلیٰ ترین مرتبہ حکمرانی اور ریاستی زندگی کا ہے۔ دوسرا پہلو معاد کا ہے، جس میں بندے کا تعلق اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے، جس میں عقائد اور عبادات وغیرہ ہیں۔ جناب محمد ﷺ کو بیک وقت یہ دونوں کمالات حاصل تھے۔ اس خطبہ جمعہ میں اول الذکر پہلو کا مطالعہ کریں گے اور ریاستی زندگی کے متعلق شرعی رہنمائی جاننے کی کوشش کریں گے۔

①......دیانت وامانت کا عہد کریں:

ریاستی اور سیاسی زندگی کی بہتری کے لیے شریعت کا اصول یہ ہے کہ ہم دیانت وامانت کو اپنا شعار بنائیں۔ دین اسلام میں امانت کا بہت وسیع مفہوم ہے۔ مثلاً: یہ زندگی بھی ایک امانت ہے، سوال ہے کیا ہم اسے اللہ کی رضا اور مرضی کے مطابق گزار رہے ہیں؟ اگر ہم کہیں جاب کرتے ہیں تو جو ہم نے معاہدہ کیا ہوا ہے۔ وہ ایک امانت ہے کیا ہم اسے پورا کر رہے ہیں؟ اسی طرح لوگوں کے مال امانت ہیں، اگر کسی کو کوئی عہدہ یا منصب ملا ہے تو یہ بھی امانت ہے کہ ہم اسے صحیح طور پر استعمال کریں عہدے یا طاقت کا غلط استعمال نہ کریں، ورنہ امانت میں خیانت ہوگی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہمیں اپنے معاشرے میں اس سوچ کو پروان چڑھانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ امانت میں خیانت نہ کی جائے اور ہر بندہ دیانتداری کے ساتھ اپنا کام کرے اور اس میں کسی طرح کی بھی ہیرا پھیری سے گریز کیا جائے۔

حدیث میں امانت دیانت کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((لاَ إِيْمَانَ لِمَنْ لاَ أَمَانَةَ لَه ، وَلاَ دِينَ لِمَنْ لاَ عَهْدَ لَه))

''جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد کی پاسداری نہیں، اس کا کوئی دین ہی نہیں۔''

[اسناده صحيح] مسند أحمد: 12567- الترغيب الترهيب: 77/4

لہٰذا ہمیں صلاحیت کے ساتھ ساتھ امانت داری بھی سکھانی چاہیے تا کہ جب ایک طالب علم ڈگری ہولڈر ہو تو وہ ایماندار بھی ہونا چاہیے، تا کہ نوجوان جہاں جائیں تو اپنی صلاحیت کے ساتھ ایمانداری سے اپنا فریضہ سرانجام دیں۔

سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ نے ایک ملازم کے حوالے سے دو خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ وہ باصلاحیت اور قابل ہونا چاہیے اور دوسرا بات یہ کہ امانت داری اور دیانت داری کا وصف اس میں پایا جاتا ہو۔

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ [القصص:26]

''کیونکہ جنھیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔''

②......ڈسپلن اور حسن انتظام کا عہد کریں:

بدانتظامی ہمارے ملک میں بہت عام ہے، اس حوالے سے ہمارے تعلیمی اداروں میں تربیت کا شدید فقدان ہے۔ اس بدنظمی کا تعلق تمام تعلیمی اداروں کے ساتھ ہے۔ مثلاً: سکولوں میں کالجوں میں یونی ورسٹیوں میں اور مدارس میں اور ہمارے گھروں میں، بازاروں میں حتیٰ کہ عام گزرگاہ کو بھی دیکھ لیں تو وہاں پر بھی یہ بدانتظامی نظر آئے گی۔ اس بد انتظامی کی وجہ سے ہمیں بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

معاشرے میں اچھے انتظام کا مطلب ہے کہ ہم بحیثیت قوم ایک باشعور اور تربیت یافتہ قوم ہے۔ جب کہ بدانتظامی کی وجہ سے ہم اجتماعی اور قومی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اگر یہ حسن انتظام ہمارے اندر آجائے تو بہت سارے گناہوں سے ہم بچ سکتے ہیں، جس سے عام لوگ نقصان یا تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اس کی ایک مثال لیجئے کہ ہمارے ہاں صفائی کے معاملے میں لوگ بدنظمی کا شکار ہیں، حالاں کہ ہمارا دین صفائی ستھرائی کو آدھا ایمان قرار دیتا ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

"پا کی وصفائی آدھا ایمان ہے۔"

صحیح مسلم: 223

جب کہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم گزرگاہ پر عام راستے میں یا پبلک پلیس میں کچرا پھینکنے یا گند ڈالنے سے باز نہیں آتے۔ اپنے گھر سے کچرا نکال کر باہر روڈ پر پھینک دیتے ہیں، کسی کچرادان میں ڈالنے سے مشقت محسوس کرتے ہیں، یہی بدنظمی ہے۔ اس کے علاوہ دیکھئے کہ ہمارے ہاں وقت کی پابندی نہیں، گھر صاف نہیں، واش روم صاف نہیں کرتے، کچن صاف نہیں اور مہمان خانہ صاف نہیں۔

انتظام کا تعلق ہر بندے کے ساتھ ہے، جو شخص جہاں بھی رہتا ہے وہ اپنے اردگرد کے ماحول اور چیزوں کو صاف ستھرا رکھے، اس سے ایک اجتماعی سوچ پیدا ہوگی جس سے معاشرے میں اچھا انتظام پیدا ہوگا۔

③......ریاست کے نفع ونقصان کو اپنا سمجھیں:

ہم یہ عہد کریں کہ اس ملک وقوم کو اپنا ملک اور مٹی سمجھیں گے، اس کے نفع ونقصان کو اپنا نفع ونقصان جانیں گے۔ اس کے اداروں اور ملکی املاک کو اپنا سمجھیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم اپنے گھر، دکان اور کاروبار کو اپنا سمجھتے اور اپنی اولاد سے الفت وچاہت رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق نقصان اور نفع کو ہم فورا جان لیتے ہیں کہ ہماری بہتری کس میں ہے اور نقصان کس میں ہے؟

اسلامی تعلیمات حوالے سے بھی اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے بعد اولی الامر کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ریاست کا مقام ومرتبہ واضح ہوتا ہے۔ مثلا: اس ملک میں ہمارا گھر، کاروبار اور مساجد ومدارس ہیں، اسی کے لیے ہم نے قربانیاں دیں اور ہمارے اسلاف نے خون کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

اسی ریاست میں چھوٹے بڑے مدارس، مساجد، دعوت کے کام، ویلفیئر ٹرسٹ کے کام اور بے شمار نیکی کے کام بھی اسی سرزمین پر موجود ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنی ریاست سے محبت یعنی حب الوطنی کا ہمیں عزم کرنا چاہیے۔ اس کی جملہ اشیاء کو اپنا سمجھیں اور خیرخواہی کا تعلق رکھیں۔

④......ریاست کو رٹ کرنا:

ہمارے ہاں یہ کلچر بن گیا ہے کہ ریاست کی ہر بات کو چیلنج کرنا ہے، خواہ وہ صحیح ہو یا غلط۔ پھر اس مخالفت میں اپنے آپ کو ہیرو سمجھنا، مثلا: قانون کو توڑنا یا قانون شکنی کرنا ہمارے ہاں عام پایا جاتا ہے۔ جس کی ایک بڑی واضح مثال ہے اشاروں کو توڑنا یا کسی بھی معاشرتی اور قومی قانون کورٹ کرنا عام پایا جاتا ہے۔ ہمیں یہ بات جاننی چاہیے کہ جائز کاموں میں حکومت کی اطاعت کرنا لازم ہوتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع و طاعت کی بیعت کرتے تھے، حدیث کے الفاظ ہیں:

((بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ))

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے خوش دلی اور ناگواری (ہر حال) میں سننے اور فرماں برداری کرنے پر بیعت کی۔''

صحیح البخاری: 7199

⑤......سیاسی وریاستی زندگی کے لیے جذبہ خدمت خلق:

خدمت کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو دینا سیکھیں لینا نہیں، ہمارے دین میں جتنی بھی فضیلت ہے وہ دینے کی ہے لینے کی نہیں، جیسے حدیث میں آیا ہے کہ دینے والا ہاتھ بہتر اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہونا چاہیے کہ ہم عہدہ ومنصب ملنے یا سیاسی کامیابی کے بعد لوگوں کی خدمت کریں۔

مثلاً: ایک بندے کو اللہ تعالی نے دنیا کے وسائل سے نواز رکھا ہے تو اس کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ ہونا چاہیے۔ اخلاص اور اللہ سے اجر پانے کی نیت کے ساتھ وہ نیک اعمال کرے، پھر اس بنا پر اللہ تعالی اسے دنیا کے اندر بھی عزت وترقی دے گا اور آخرت میں بھی اس کے اعمال کو قبول فرما کر بہترین بدلہ اور جزا عطا کرے گا۔

اس حوالے سے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ بڑی واضح ہے کہ جس میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّلِحَتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَتِبُونَ﴾ [الأنبياء:94]

''پس جو شخص کوئی نیک اعمال کرے اور وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی کوئی ناقدری نہیں اور یقیناً ہم اس کے لیے لکھنے والے ہیں۔''

اگر ہم تعلیمی اداروں میں بچوں کی اس انداز سے تربیت کریں کہ وہ پڑھ لکھ کر جب وہ عہدوں پہ براجمان ہوں گے تو وہ خدمت خلق کریں گے، خدمت حلق نہیں کریں گے۔ اس سے معاشرے کے اندر ایک مثبت رجحان پیدا ہوگا جو کہ دینے والا ہوگا لینے والا نہیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے ہاں جب کوئی نوجوان پروفیشنل ڈگری حاصل کر لیتا ہے تو اس کی یہ نیت اور تمنا ہوتی ہے کہ میں بہت سارا پیسہ اکٹھا کرلوں اور بہت سارے دنیاوی اسباب اپنے پاس جمع کرلو۔ جب نیت یہ ہوگی تو پھر نظر لوگوں کی جیبوں پر ہوگی، خدمت خلق کا جذبہ نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے کے اندر ایک نفسانفسی اور خودغرضی کا عالم پایا جاتا ہے، جبکہ خدمت خلق میں ایثار کا جذبہ یعنی اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

ہمارے ہاں زیادہ پیسہ اکٹھا کرنے کی وجہ سے لوگ نفسیاتی طور پر مریض اور اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پھر وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے یہ پیسہ کہاں سے آرہا ہے، حلال ہے یا حرام، کسی غریب مسکین کا ہے یا کسی دوسرے مستحق ہے، بس انھیں پیسہ ہی اکٹھا کرنا ہے تو وہ اس کے لیے کوئی فرق نہیں کرتے۔

اِس رویے اور خودغرضی کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں خدمت خلق کا جذبہ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ ماند پڑ گیا ہے اور اس کا شدید فقدان ہے، جس کی وجہ سے ہمیں معاشرتی، ریاستی اور سیاسی زندگی میں شدید مشکلات کا سامنا ہے، ہمارا نوجوان آج کل کے دور میں خود کو ایک پیسہ کمانے والی مشین سمجھتا ہے۔

⑥......خدمت کا جذبہ کامیابی کا ضامن ہے:

اگر ہم یہ عہد کرلیں اور کوشش کریں اور اللہ سے دعا بھی کریں کہ اے اللہ! آج کے بعد ہم دینے والے بنیں گے لینے والے نہیں، خوددار بنیں گے بھکاری نہیں، دوسروں کی جیبوں اور مال پر نظر رکھنے والی نہیں تو اس سے معاشرے کے اندر خدمت خلق کا جذبہ پروان چڑھے گا اور ہر مستحق عزت کے ساتھ زندگی جیے گا۔

اپنے آپ کو غیروں کے اس قدر تابع کردینا کہ ان کے بغیر زندہ رہنا مشکل ہو تو ایسی صورتحال میں کوئی کام کوئی تہذیب کوئی ریاست اور کوئی سیاست باقی نہیں رہتی، لہٰذا ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوں گے، عزت و خودداری کے ساتھ جیئے گے دوسروں کی خدمت کریں گے اور دوسروں کے کام آئیں گے، دوسروں کا فائدہ سوچے گے تو اس سے ہمارے ہاں خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہوگا۔

جب یہ سوچ اور تصور عام ہوگا تو اس سے ہماری ریاستی اور سیاسی زندگی میں ایک تبدیلی رونما ہوگی جس کا تعلق خود انحصاری کے ساتھ ہے ہم دوسروں کے مرہون منت ہونے کے بجائے جب ہم خدمت کریں گے تو اس میں عزت بھی ہے ترقی بھی ہے وقار بھی ہے۔

فلاحی ریاست میں جذبہ خلق کامیابی کی علامت ہے۔جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنفِقُواْ خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَٰئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾ [التغابن:16]

”اور خرچ کرو، تمھارے اپنے لیے بہتر ہوگا اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے جائیں سو وہی کامیاب ہیں۔“

ہر شخص کے لیے استطاعت کا قانون اور اس کا نفاذ

......ہر شخص اپنے دائرہ میں ذمہ دار ہے:

ہمارے دین میں ہر حکم استطاعت کے مطابق فرض ہے۔ دین اسلام کا ایک بہت بڑا اصول ہے اور وہ یہ کہ ہر شرعی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حکم بندے کی استطاعت کے مطابق فرض ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، لہٰذا یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر مسلمان بندہ اپنے دائرہ کار میں جس قدر وہ استطاعت رکھتا ہے، اس پر فرض ہے کہ وہ حکم الٰہی کو بجا لائے اور بقدر استطاعت اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی زندگی کو حکم الٰہی کے مطابق گزارے۔ نافرمانی اور گناہ کے کاموں سے مکمل طور پر گریز کرے۔ یہی سوچ کامیاب ریاستی زندگی کی ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [التغابن:16]

”سو اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھو اور سنو اور حکم مانو اور خرچ کرو، تمھارے اپنے لیے بہتر ہوگا اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے جائیں سو وہی کامیاب ہیں۔“

......استطاعت کا قانون ایمانیات کو بھی شامل ہے:

استطاعت کا جو قانون ہے ہمارے دین میں بہت جامع اور وسیع ہے جو اخلاقیات معاملات حتیٰ کہ ایمانیات پر محیط ہے جیسے کہ قرآن مجید کی آیت ہے۔

﴿مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ [النحل:106]

”جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔“

اگر ایک شخص کلمہ کفر پر مجبور کر دیا گیا ہے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ زبان سے کلمہ کفر کہنے سے کافر نہیں بن جاتا کیونکہ جب اس نے کفریہ کلمہ زبان سے ادا کیا تھا تب اس شخص کے پاس استطاعت ہی نہیں۔

اسی طرح دوسری مثال قرآن مجید میں یہ ہے کہ خنزیر اور سور کا گوشت کھانا حرام ہے، اسی طرح جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وہ کھانا بھی حرام ہے مگر حالت اضطرار میں جائز ہے، کیوں کہ ایمان بچانا بھی ضروری اور جان بچانا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اس اضطراری حالت میں جب بندے کے پاس استطاعت ہی نہیں تو حکم شرعی اس پر لاگو نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ [البقرة:173]

”پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

......ریاست میں ہر بندہ حسب استطاعت برائی کو روکے:

استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ حکم شرعی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ردعمل کی بندے میں استطاعت موجود ہے یا نہیں اس کی مثال حدیث میں یوں ہے کہ تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے یا اپنی زبان سے یا اپنے دل میں کم از کم برا جانے۔

یہ حکم بھی حسب استطاعت ضروری اور فرض ہے یعنی جو بندہ جس درجے کی استطاعت رکھتا ہے اس پر برائی کو تبدیل کرنے کا حکم فرض ہوتا ہے۔

صحیح مسلم: 78

ہر ہر بندہ اپنی جگہ استطاعت کے مطابق احکام دین کو بجالانے کا پابند ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة:286]

''اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ﴾ [الأنبياء:94]

''لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو رک جاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز کی بجا آوری (تعمیل) کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ۔''

صحیح البخاری:7288

......اللہ تعالیٰ کے خوف ہی سے ریاستی وسیاسی معاملات کی اصلاح ہے:

ہم میں سے ہر شخص اپنے اخلاقیات،معاملات اور جہاں بھی وہ کام کرتا ہو،اپنے دل وجان میں یہ بات بٹھا لے کہ وہ بقدر استطاعت اپنے کام کو انجام دے گا،یہی تقویٰ اور خوف الٰہی ہے جو ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔

اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان حسب استطاعت اللہ تعالی سے ڈرے؛ فرائض پر عمل پیرا ہو اور حرام سے اجتناب کرے۔جب کبھی کسی گناہ یا غلطی کا ارتکاب ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کی طرف رجوع کرے۔

یہی اللہ سے ڈرنے کا حق ہے،جو ہمارے اندر احساس دہی کا جذبہ کرتا ہے،جس سے دین ودنیا کے سارے کام درست ہوجاتے ہیں۔ریاست اور سیاست کے امور کی اصلاح ہوجاتی ہے۔جیسے اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [ال عمران:102]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو،جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو،مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

......حق تقاتہ کا تفسیری مفہوم:

اللہ سے ڈرنے کا حق کیا ہے؟ اس کو بیان کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

أَنْ يُطاع فَلا يُعْصَى ، وَأَنْ يُذْكَر فَلا يُنْسَى ، وَأَنْ يُشْكَر فَلا يُكْفَر

''اللہ کی اطاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے، بھولا نہ جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے، ناشکری نہ کی جائے۔''

تفسیر ابن کثیر:2/87

......فلاحی ریاست کے لیے قانون الٰہی کا نفاذ لازم ہے:

انسان کے اشرف المخلوق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے علم، شعور اور آسمانی ہدایت کا مخاطب قرار دیا ہے۔ سجود ملائکہ ہونے کی وجہ بھی علم ہی تھا۔ پھر اسی علم الٰہی یعنی آسمانی ہدایت کو زمین پر پھیلانے اور اس کے نظام کو قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

اجتماعی ریاست اور نظم ونسق کو قائم کرنا مسلمانوں کے لیے لازم ہے کیوں کہ دین کے بہت سارے احکام ریاست کے قیام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ لہٰذا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ زمین پر قانون الٰہی کا نفاذ کرے اور اجتماعی نظم کے تحت ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق اللہ سے ڈرے اور حکم الٰہی کو بجا لائے۔

ریاست وسیاست کی اصلاح کے لیے امام مالک رحمہ اللہ کا عظیم قول ہے:

لَا يَصْلُحُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلاَّ بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا

''اس امت کے آخری حصے کی اصلاح بھی بس اسی چیز سے ہوسکتی ہے جس سے اس کے پہلے حصہ کی اصلاح ہوئی۔''

الشفاء للقاضی عیاض:2/88

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو وحدت اور اجتماعی نظم کے ساتھ خالص کتاب وسنت پر جمع فرمادے اور ہر قسم کے انتشار وتفرقہ بازی سے محفوظ فرمادے۔ آمین

تاثرات اور مشورہ کے لیے	خطبہ حاصل کرنے کے لیے (واٹس ایپ)	خطبہ رائٹر
حافظ شفیق الرحمن زاھد (مدیر)	03034125519	حافظ تنویر الاسلام
03015989211	03014843312	03424449009

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com